سوال

(317)مسئلہ وراثت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے والد فوت ہوئے تو اس وقت ہم دو بھائی اور چار بہنیں زندہ تھے، انھوں نے وصیت کی تھی کہ بڑے لڑکے نے میری خدمت کی ہے لہذا رہائشی مکان اسے دیا جائے اور باقی جائیداد تقسیم کرلی جائے، کیا ایسا کرنا جائز ہے نیز بتائیں کہ جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اولاد میں جائیداد کی تقسیم کا اصول بایں الفاظ بیان کیا ہے: ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔[1]''

شریعت نے وصیت کے متعلق بھی ایک ضابطہ بنایا ہے، اس کے مطابق جس رشتہ دار کو جائیداد سے حصہ ملتا ہے اس کے حق میں وصیت نا جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لیے اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی۔[2]

اس حدیث کی بنا پر باپ کی ایک بیٹے کے نام اس کی خدمت کے صلہ میں وصیت کرنا نا جائز اور باطل ہے، لہذا اس پر عمل کرنا بھی درست نہیں ہے، ہاں اگر تمام بیٹے بیٹیاں اس پر رضامندی اور موافقت کا اظہار کردیں تو پھر کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وصیت کردہ مکان کل جائیداد کے ایک تہائی سے زیادہ مالیت کا نہ ہو۔ لیکن اگر شرعی ورثا اس پر راضی نہ ہوں تو بیٹے سے وہ مکان واپس لے کر متروکہ جائیداد میں شامل کیا جائے پھر وہ جائیداد اللہ تعالیٰ کے مقررہ اصولوں کے مطابق دو بیٹوں اور چار بیٹیوں میں تقسیم کی جائے گی، اگر سوال میں ذکر کردہ ورثاء دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہی ہیں تو جائیداد اس طرح تقسیم کی جائے کہ ایک بیٹے کو بیٹی کے مقابلہ میں دوگنا حصہ دی جائے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''مذکر کو دو عورتوں کے برابر حصہ دیا جائے۔''[3]

سہولت کے پیش نظر کل جائیداد کے آٹھ حصے کرلیے جائیں، دو دو حصے فی لڑکا اور ایک ایک حصہ فی لڑکی تقسیم کردیا جائے۔ (واللہ اعلم)

---

[1]النساء: ۱۱۔

[2]ابوداود، الفرائض: ۲۸۷۰۔

[3]النساء: ۱۱۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:290

محدث فتویٰ